

6551-جماعت کب مل سکتی ہے، اور جب امام نماز میں جلدی کرے تو کیا حکم ہوگا؟

سوال

نماز باجماعت میں مجھے ایک مشکل پیش ہے گزارش ہے کہ مجھے اس کے متعلق معلومات فراہم کریں، وہ مشکل درج ذیل ہے :

1- جب میں آخری تشہد میں جماعت کے ساتھ ملوں تو کیا میں جماعت کو پالوں گا یا نہیں؟

2- اگر میں امام کی تیزی کی بنا پر، یا سکوت کافی نہ ہونے کی بنا پر ایک بار بھی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھ سکوں تو کیا مجھ پر کچھ لازم آتا ہے؟

3- جب میں مسجد میں جاؤں اور نماز کھڑی ہو چکی ہو تو کیا میں نماز کی اقامت کے وقت نماز کے ساتھ ملوں یا کہ امام کے رکوع کے وقت؟

پسندیدہ جواب

1- صحیح یہ ہے کہ نماز باجماعت اس وقت تک نہیں پائی جاسکتی جب تک کہ امام کے ساتھ ایک رکعت نہ پڑھی جائے، صرف تشہد یا رکوع کے بعد تشہد سے قبل ملنے سے جماعت پالینا شمار نہیں ہوتا۔

اگر آپ صرف تشہد ہی پاسکیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو صبر اور اجر و ثواب سے نوازے، اس کی دلیل یہ ہے کہ :

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی"

صحیح بخاری کتاب المواقیت باب من اورک من الصلاۃ رکعتہ حدیث نمبر (580) صحیح مسلم کتاب المساجد حدیث نمبر (607)۔

یہ اہل علم محققین کا ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے، اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور دلیل بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

2- قرأت فاتحہ کے متعلق گزارش ہے کہ یہ نماز کے اہم ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے، اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں"

لیکن اگر نماز میں امام کے ساتھ نماز ادا کرے اور امام کے ساتھ رکوع میں ملے اور سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع کر لے تو (بعض کے نزدیک) اس کی نماز صحیح ہے، اور اس حالت میں امام کی قرأت مقتدی کے لیے ہوگی اس کی دلیل ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور حدیث ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا :

"اللہ تعالیٰ تیری حرص اور زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا"

اور اگر جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں امام تیزی کے ساتھ نماز پڑھائے، اور اس کی تیزی واضح ہو جو نماز میں اطمینان جیسے رکن میں غل ہو رہی ہو (جیسا کہ بعض خفی نماز ادا کرتے ہیں) تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنا صحیح نہیں، کیونکہ وہ نماز پڑھانے کا اہل ہی نہیں، اور اس لیے بھی کہ نماز کے ارکان میں سے ایک رکن اطمینان مفقود ہے، اور پھر یہ اطمینان ہر رکن میں ہونا ضروری ہے، اس کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے جو مسی الصلاۃ کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔

لیکن اگر امام کی تیزی نسبی ہو یعنی وہ وہ اطمینان کے واجب کا خیال رکھے تو اس طرح کے امام کے پیچھے عادتاً سورۃ فاتحہ پڑھنا ممکن ہے، اگرچہ آپ قرأت میں کچھ تیزی کریں اور حد رکے ساتھ پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن اگر آپ کسی اور سبب کی بنا پر سورۃ فاتحہ نہ پڑھ سکیں، مثلاً بھول کر یا غلطی سے یا آپ مسبوق ہوں تو آپ پر کوئی حرج نہیں اور آپ کی نماز صحیح ہے، اور امام کی قرأت آپ کے لیے قرأت شمار ہوگی۔

3- مسلمان شخص پر واجب ہے کہ وہ اذان سنتے ہی فوراً نماز کے لیے جائے، اور مومنوں کی صفات بھی یہی ہے کہ ان کے دل مساجد کے ساتھ ہی معلق رہتے ہیں، اور نماز کے لیے جانے میں اتنی تاخیر کرنا کہ اقامت ہو جائے یہ کمزور ایمان، اور بندے کی خیر و اطاعت میں قلت رغبت کی نشانی ہے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کسی کام میں مشغول تھے کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نماز کا کہا تو آپ گھبرا کر جلد نماز کی طرف چل نکلے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کرتے تھے :

"اے بلال ہمیں اس نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرمایا کرتے تھے :

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر نماز ادا کرنے لگتے۔

لیکن جو شخص نماز سے سستی و کاہلی کرتا، اور مسجد میں اقامت سے پہلے جاتا ہی نہیں، یا پھر وہ دوران نماز یا تشہد کے وقت مسجد پہنچتا ہے اسے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے سوچنا چاہیے، کیونکہ قبر میں مومن شخص کو اس کے اعمال صالحہ یہ کہیں گے :

"اللہ کی قسم میں نے تو تجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سرایع اور اس کی نافرمانی میں بہت سست پایا ہے"

اور منافق یا فاسق کو اس کا عمل یہ کہے گا :

"اللہ کی قسم میں نے تو تجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سست، اور اس کی نافرمانی میں بہت تیز پایا"

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، یہ حدیث صحیح ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "احکام الجنائز" میں صحیح کہا اور اس کے طرق ذکر کیے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے منافقوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :

﴿اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی و کاہلی کے ساتھ﴾۔

لہذا بندے کو اس معاملہ کی سنگینی اور خطرہ سے اجتناب کرنا چاہیے اور اسی طرح مسلمان عورت کو بھی نماز میں اتنی دیر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اس کا وقت نکلنے کے قریب ہو اور تنگ ہو جائے، اور آخرت کے زاد راہ کو چھوڑ کر دنیاوی کاموں میں مشغول رہے۔۔۔

جس شخص نے نماز بروقت اور باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی عادت بنالی اور اس کی محافطت کی اور اس کے ساتھ معلق رہا تو یہ اس کی ایسی عادت بن جائیگی جو ان شاء اللہ اس سے جدا نہیں ہوگی۔

اور جس نے اس کا تجربہ کیا وہ اس کی عظیم لذت اور اطمینان و سکون اور راحہ قلب جان لے گا، اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کے وقت خشوع و خضوع کو یاد رکھے گا۔

اور یہ بندے پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ مکمل سال گزر جائے لیکن بغیر کسی شرعی عذر کے اس کا کوئی فرض جماعت کے ساتھ نہ رہا ہو، اور جب ایک سچا اور پکا مومن جب کسی روز نماز سے سویا رہے یا پھر کسی دنیاوی کام کی بنا پر نماز سے لیٹ ہو جائے تو اسے غم و پریشانی اور عظیم کرب لاحق ہوتا ہے، اور یہ دنیاوی معاملات سب کے سب حقیر اور ختم ہونے والے ہیں، اور یہ بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی اطاعت اور اس پر استقامت پر ثابت قدم رہنے کے لیے اس کی توفیق ہے۔

جب نماز کی اقامت ہو جائے تو نماز کے لیے فوراً جماعت کے ساتھ ملنا واجب ہے، چاہے فجر کی نماز ہی ہو، اگرچہ امام اس میں لمبی قرأت ہی کیوں نہ کرے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرضی نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی"

صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرين حدیث نمبر (710)۔

یہاں نفی صحت کے لیے ہے، یعنی جب نماز کی اقامت ہو جائے تو کوئی نماز صحیح نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص نفل یا سنت ادا کر رہا ہو اور نماز کھڑی ہو جائے تو اس پر نماز توڑنا واجب ہے اگرچہ اسے تو وہ بعد میں اس کی قضاء کر لے، اور اگر وہ اقامت کے بعد اپنی نماز پوری کرتا ہے تو اس کی نماز صحیح نہیں بلکہ باطل ہوگی۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر وہ سنت یا نفل کی آخری رکعت میں ہو اور اسے یہ علم ہو کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ مل جائیگا تو وہ اسے مکمل کر لے، کیونکہ شارع کا مقصد امام کے ساتھ نماز میں جلد ملنے کا ہے۔

واللہ اعلم۔